Riphah Journal of Islamic Thought & Civilization
Published by: Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Islamabad
Email: editor.rjitc@riphah.edu.pk
Website: https://journals.riphah.edu.pk/index.php/jitc
ISSN (E): 3006-9041 (P): 2791-187X

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح سے متعلق اعتراضات کا مولانا مودودی کی آراء کی روشنی میں جائزہ

An examination of the objections regarding the marriage of the Prophet (PBUH) and Hazrat Aisha (RA) in the light of Maulana Maududi's views.

Muhammad Jahanzeb[i]

Abstract

The mutual relationship between husband and wife is fundamental to the advancement of the human race, and Islam emphasizes the importance of a coherent family system. This institution, viewed as a personal matter, is often subject to external scrutiny. The Prophet Muhammad (PBUH) addressed the complexities of such relationships to guide the Ummah. However, Western thinkers have occasionally misinterpreted Islamic teachings, particularly regarding the Prophet's family life. Syed Abul Ala Maududi extensively critiques these objections, providing scholarly and methodical responses to each challenge against the Prophet's marriage to Hazrat Aisha (RA). This article presents an analysis of the objections raised by Western critics, offering a thorough examination of Maulana Maududi's insights and counterarguments. Through a research-driven and analytical approach, the findings reveal that many critiques stem from viewing the Prophet as an ordinary individual rather than recognizing his prophetic status. Maulana Maududi's comprehensive responses not only address the raised objections but also contextualize them within the framework of Islamic teachings, demonstrating the incompatibility of such criticisms with the true essence of the Prophet's life and mission. The article ultimately highlights the need for an informed understanding of these issues, reinforcing the significance of marriage in Islamic doctrine and countering the misconceptions propagated by detractors.

[i] Principal Al-NaseehahighSchool, Paretabad, Hyderabad.
Jahanzebmalik30@gmail.com
DOI: https://doi.org/10.64768/rjitc.v3i1.2485

Keywords: Prophet Muhammad, Hazrat Aisha (RA), Molana Maududi, Family Life, Objections, Western Thinkers

تعارف:

حضرت عائشہؓ بنت ابو بکر صدیق کو یہ مقام حاصل ہے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے حرم میں پہلی اور آخری کنواری بیوی کے طور پر شامل ہوئیں۔ آپ کے بعد اور آپ سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے جتنے بھی نکاح فرمائے وہ تمام پہلے سے شادی شدہ خواتین سے تھے۔ اس حوالے سے یہ اعزاز صرف حضرت عائشہؓ ہی کو حاصل ہوا کہ آپ حضور اکرم ﷺ کی واحد کنواری بیوی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے مابین ازدواجی تعلقات کی بات کی جائے تو حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اگر کسی خاتون سے سب سے زیادہ محبت فرماتے تھے تو وہ حضرت عائشہ ہی تھیں۔ حضرت عائشہ کو بطور زوجہ حضور اکرم ﷺ کے اعتبار سے ایک اور فضیلت یہ بھی حاصل تھی کہ آپ فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ کو وحی میرے بستر پر نازل ہوتی تھی۔"[1] حضرت عائشہ کو ایک اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا دمِ آخر بھی آپ ہی کی گود میں نکلا اور آپ ہی کا حجرہ مبارک روضہ حضور اکرم ﷺ قرار پایا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے نکاح کو بھی معاندین اسلام نے اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ معاندین اسلام نکاحِ حضرت عائشہؓ پر کم عمری میں نکاح کے حوالے سے اعتراض قائم کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو کم عمری میں ہی اپنے حرم میں لیتے ہوئے ان پر ایک طرح سے ظلم کیا ہے۔ اس تحقیقی کام کے ذریعہ معاندین اسلام کے اعتراضات کی حقیقت جاننے میں سادہ لوح مسلمانوں کو آسانی میسر ہو گی اور وہ مغرب کے اس فتنہ سے اپنے ایمان کی حفاظت کرنے میں باشعور ہو جائیں گیں۔ اس موضوع پر بہت سے محققین کام کر چکے ہیں لیکن مولانا مودودی کی آراء کی روشنی میں اس موضوع پر اس طرح کا جائزہ پیش نہیں کیا گیا۔ اس مقالہ تحقیق میں تین مباحث ہیں جو بذیل ہیں:

مبحث اول: حضور اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ سے نکاح کا پس منظر

مبحث دوم: رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح سے متعلق اعتراضات کا تعارف

مبحث سوم: حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح سے متعلق اعتراضات کا مولانا مودودی کی آراء کی روشنی میں جائزہ

رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہؓ سے نکاح کا پس منظر:

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح کے متعلق اعتراضات کے جواب کی طرف جانے سے پہلے مولانا مودودیؒ نے جو حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح کے جو احوال بیان کیے ہیں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ واقعہ کے خدوخال واضح رہیں۔ مولانا مودودیؒ حضرت عائشہؓ کے نکاح کے متعلق امام احمد، طبرانی، ابن جریر طبری اور بیہقی کی ایک مفصل روایت بیان کرتے ہیں۔[2]

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے چار سال اکیلے زندگی گزاری اور بغیر نکاح کے رہے۔ آپ ﷺ کو اس طرح دیکھ کر حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شادی کریں گے ؟ خولہ بنت حکیم کا یہ سوال سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کس سے کروں ؟ انہوں نے کہا آپ کی خواہش اگر کنواری کی ہے تو وہ بھی موجود ہے، اور اگر بیوہ چاہیں تو وہ بھی موجود ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے کنواری اور بیوہ دونوں کا دریافت کیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کنواری آپ کے سب سے قریبی دوست اور بھائی حضرت ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ، اور بیوہ کے متعلق حضرت سودہ بنت زمعہ کا بتایا۔ حضور اکرم ﷺ نے خولہ بنت حکیم کو دونوں جگہ نکاح کی بات چلانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

رسول اللہ ﷺ سے اجازت ملتے ہی حضرت خولہ بنت حکیم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں گئی اور ان کی اہلیہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالی عنہا سے کہنے لگی کہ اللہ تعالی نے تمہیں کیسی خوش بختی سے نوازا ہے۔ انہوں نے پوچھا کس طرح کی خوش بختی ؟ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری صاحبزادی عائشہ کے لیے پیغام دے کر بھیجا ہے۔ ام رومان یہ سن کر کہنے لگی کہ ان کے والد ابو بکر کو آجانے دو میں ان سے بات کر لیتی ہوں۔ حضرت ابو بکرؓ جب تشریف لائیں تو ام رومان اُن سے کہنے لگی کہ اللہ نے کیسی خیر و برکت سے آپ کو نواز دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس ہماری صاحبزادی عائشہ کے لیے پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کیا وہ ان کے لیے جائز ہے ؟ وہ تو ان کی بھتیجی ہے۔ خولہ یہ ماجرہ ام رومان نے جب حضرت خولہ کے سامنے رکھا تو حضرت خولہ حضور ﷺ کے پاس گئی اور یہ بات آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا ان سے کہو تم میرے دینی بھائی ہو تمہاری بیٹی میرے لیے جائز ہے۔ خولہ نے حضور اکرم ﷺ کا یہی جواب حضرت ابو بکر کو پہنچا دیا۔ چونکہ اس سارے معاملے سے پہلے ہی مطعم بن عدی نے حضرت عائشہؓ کو اپنے بیٹے کے لیے مانگا تھا جس پر حضرت ابو بکرؓ نے حامی بھری تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کا تقویٰ ان کو وعدہ خلافی کی اجازت نہیں دے رہا تھا جس کے سبب حضور اکرم ﷺ کے رشتے کے متعلق انہوں نے فوراً رضامندی دکھانے سے پہلے مناسب سمجھا کے مطعم بن عدی سے دوبارہ پوچھ لیا جائے۔

لہذا یہ سب سن کر حضرت ابو بکرؓ نے کہا اچھا رکیں ذرا انتظار کریں یہ کہہ کر ابو بکر چلے گئے۔ ام رومان نے خولہ سے کہا مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ کو مانگا تھا اور خدا کی قسم ابو بکر نے کبھی کسی وعدے سے انکار نہیں فرمایا۔ حضرت ابو بکر مطعم کے پاس گئے تو اس وقت وہاں

اس لڑکے کی ماں بھی بیٹھی ہوئی تھی جس کے لیے مطعم نے پیغام دیا تھا۔ وہ بولی اے ابو بکر! ہمیں اندیشہ ہے اگر ہم اپنے لڑکے کا بیاہ تمہارے ہاں کر دیں تو تم ہمارے لڑکے کو بھی دین سے پھیر دو گے۔ مطعم بن عدی کا خاندان ابھی اسلام سے آشنا نہیں ہوا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ نے یہ سن کر مطعم سے پوچھا جو کچھ یہ کہہ رہی ہے یہی تمہارا قول بھی ہے؟ اس نے کہا وہ یہی کہتی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت ابو بکر اس کے ہاں سے نکل گئے اور اللہ نے اس مخمصے سے ان کو نکال دیا جس میں وہ معطم سے وعدہ کر کے پھنس گئے تھے۔ مطعم سے انکار کی تسلی ہونے کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے اس رشتے کو قبول کرتے ہوئے حضرت خولہ کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کو نکاح کے لیے مدعو کر لیا۔[3] بوقت نکاح جمہور علماء کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی عمر مبارک چھ سال تھی۔ اور جب رخصتی فرمائی تو اس وقت عمر نو سال تھی۔ عمر کے حوالے سے حضرت عائشہؓ کی بخاری میں روایات موجود ہیں۔

"حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ-"[4]

"ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو ان کی عمر نو سال تھی۔ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نو سال تک رہیں۔"

بخاری کی ہی ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ نے رخصتی کے وقت عمر نو سال بتائی ہے۔

"حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ-"[5]

ترجمہ:

"مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی، پھر ہم مدینہ (ہجرت کرکے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔"

ان دونوں روایات کی صحت پر کسی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا لہذا ان مذکورہ بالا روایات کی بنا پر پتا چلتا ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر مبارک چھ سال اور بوقت رخصتی عمر نو سال تھی۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے نکاح سے متعلق اعتراضات کا تعارف

معترضین نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی کے دیگر معاملات میں دخل اندازی والا رویہ اپنایا بالکل ویسے ہی نکاحِ حضرت عائشہؓ میں بھی اپنایا اور اس نکاح کے محرکات کو جانے بغیر اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

"Life of Muhammad" کتاب کا مصنف نکاحِ حضرت عائشہؓ پر اعتراض کو ان الفاظوں میں بیان کرتا ہے:

"He remarried soon after Khadija passed away, but it wasn't until he was maturely fifty-four that he undertook the risky test of polygamy by choosing 'A'isha, still a child, as the opponent of Sauda."[6]

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے فوراً بعد انہوں نے ایک بار پھر شادی کر لی، لیکن ۵۴ سال کی پختہ عمر ہونے کے باوجود انہوں نے کثرت ازدواج کا خطرناک تجربہ کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ کو حضرت سوداؓ کا حریف بنا کر ان سے شادی کر لی حالانکہ وہ اس وقت بچی تھیں۔"

David Samuel Margoliouth[7] یہی اعتراض یوں پیش کرتا ہے:

"Getting involved with the little daughter of Abu Bakr, Ayeshah, about whom more will be heard."[8]

جب اس نے اپنے آپ کو ابو بکر کی چھوٹی شیر خوار بیٹی سے منسوب کیا۔ جس کے بارے میں زیادہ سنا جائیگا۔

پروفیسر نابیہ ایبٹ (Professor Nabia Abbott)[9] لکھتی ہے:

"No mention is made of the age difference between Mohammed and Aishah or the young age of the bride, who at best may have been ten years old and who was still quite fond of her play, in either account. The little girl was chosen to be the aged prophet's wife."[10]

محمد (ﷺ) اور عائشہ کی عمروں کے درمیان فرق پر کہیں بھی کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا یا دلہن کی نوخیزی پر جو کہ اس وقت دس سال سے زیادہ عمر کی نہیں ہو سکتی اور جو کہ ہر وقت اپنے کھیل میں ہی مصروف رہتی، کھیل کود کی عمر کی بچی معمر پیغمبر کی بیوی بن گئی۔

کتاب "Muhammad and Islam" میں یہی اعتراض ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"He made fun of his bride's childish preferences on this particular occasion because she was only around ten or eleven years old at the time of marriage."[11]

"محمد (ﷺ) نے اس (نکاح) خاص موقع پر اپنی دلہن کی بچکانہ ترجیحات کا مذاق بنایا، کیونکہ بوقت نکاح اس کی معر محض دس سے گیارہ سال کے درمیان تھی۔"

مذکورہ بالا اعتراضات میں حضرت عائشہؓ کی عمر کو مدعا بنایا گیا ہے۔ معترضین کا کہنا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے مدمقابل میں ایک ایسی بیوی کو لا کھڑا کیا جو ابھی اپنے بچپن میں تھی۔ اور آپ ﷺ اس وقت 50 سال کے ہو چکے تھے۔ لہذا معترضین نے حضور اکرم ﷺ کے حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکاح کو اعتراضات کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

حضرت عائشہؓ سے نکاح کے متعلق اعتراضات کا مولانا مودودی کی آراء کی روشنی میں جواب:

اس مبارک نکاح پر معاندین اسلام نے کو اعتراضات وارد کیے ہیں ان کا محور حضرت عائشہؓ کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کم عمری میں ہی بیاہ جانا ہے۔ معاندین اسلام یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی عمر کے پختگی والے حصے میں ہونے کے باوجود ایک ایسی لڑکی سے نکاح کرنے کا خطرناک تجربہ کیا جو کہ مشکل سے دس سال کی ہو۔ اور پھر ظلم یہ کہ اس کا نکاح ثانی بھی نہ ہو سکتا ہو۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ یہ اعتراضات ایک ہی صورت میں وارد کیے جا سکتے ہیں۔ اور وہ صورت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کو عام ادنی شخصیات سمجھا جائے، اور ان کے مابین ہونے والے نکاح کو بھی ایک عام نکاح ہی تصور کیا جائے۔ لیکن حقیقت اس کے بلکل بر عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ کو انسانیت کی ہدایت اور اصلاح کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد محض چند ظاہری رسومات کی تعلیم نہیں تھا بلکہ ایک جامع اور ہمہ جہت تبدیلی کا آغاز تھا، جو فرد کی فکری اصلاح سے لے کر معاشرتی، اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی نظام کی تشکیل نو تک محیط تھی۔ اور اس کام میں حضور اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ جانثاران صحابہ واہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی ایک ایسی جماعت بھی ہمراہ کی جس کے سبب حضور اکرم ﷺ نے اس انقلاب کو عملی طور پر یقینی بنایا۔ انہی میں سے حضرت عائشہؓ تھیں جو کہ ایک غیر معمولی قسم کی لڑکی تھیں، جنہیں اپنی عظیم ذہنی صلاحیتوں کی بنا پر بحیثیت زوجہ رسول ﷺ کے اس انقلابی معاشرے کی تعمیر میں ان کے ساتھ مل کر اتنا بڑا کام کرنا تھا جتنا دوسری تمام ازواجِ مطہرات سمیت اس وقت کی کسی عورت نے نہیں کیا۔[12]

مولانا مودودیؒ اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے حضرت عائشہؓ کا انتخاب اللہ کی جانب سے تھا۔ کیونکہ بچپن میں ہی اس قدر عظیم ذہنی صلاحیتوں کا علم فقط اللہ ہی کو تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو حضور اکرم ﷺ کی معیت عطا کی گئی۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت خولہ کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی شادی کے حوالے سے بات ڈالنے والا بھی اللہ ہی تھا کیونکہ حضرت خولہ ہی کے کہنے پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے لیے نسبت کا پیغام پہنچایا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کا ذاتی طور پر اس حوالے سے کوئی کردار نہیں تھا یہ محض مشیت یزدی کی جانب سے طے شدہ نکاح تھا جس کے انتظامات بھی اللہ ہی نے کیے تھے۔ لہذا یہاں یہ بات کہنا کسی صورت درست نہیں ہوگا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتی خواہش کی بنا پر حضرت عائشہؓ کا نکاح آپ سے کیا گیا تھا۔ درحقیقت یہ حضور اکرم ﷺ کے لیے بعید بھی نہیں تھا، لیکن یہ معاملہ اللہ ہی نے طے کرنا تھا۔ جیسا کہ مولانا مودودیؒ نے اس بات کی تصدیق کے طور پر بخاری کی ایک روایت مذکور ہے۔

"حَدَّثَنَا مُعَلًّى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا: " أُرِيتُكِ فِي المَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ۔"[13]

"ہم سے معلی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔"

ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ جِبْرِيلَ، جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ "هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔"[14]

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں ان کی تصویر لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور فرمایا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔"

لہٰذا مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب حضور اکرم ﷺ کا نہیں بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا تھا۔ یہ صرف اللہ رب العزّت ہی جانتا تھا کہ یہ کم سن، چھ سالہ بچی، رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت کے فیضان سے بہرہ مند ہو کر آئندہ اسلامی معاشرے کی فکری و اخلاقی تشکیل میں کتنی عظیم اور دور رس خدمات انجام دے گی۔ مولانا مودودیؒ نے مدلل انداز میں اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ذاتی خواہش کی بنا پر حضرت عائشہؓ سے نسبت کا پیغام نہیں بھیجا تھا بلکہ یہ مشیت یزدی کا فیصلہ تھا۔

اب اس نکاحِ عظیم پر اعتراض کا دوسرا پہلو نفس پرستی ہے۔ معاندین اسلام اس سلسلے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کم سنی کی عمر میں حضرت عائشہؓ سے اپنی نفس پرستی کی خاطر نکاح کیا ہے۔ مولانا مودودیؒ اس اعتراض کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو اس معاملے میں حضور ﷺ پر نفس پرستی کا الزام لگاتے ہیں کہ وہ خود اپنے ضمیر کی عدالت میں جا کر اس بات کا فیصلہ کریں کہ وہ ایسی شخصیت پر نفس پرست ہونے کا الزام لگا رہے ہیں جس نے اپنی جوانی کی عمر اپنے سے پندرہ سال بڑی خاتون کے ساتھ بہت ہی عزت و شرافت کے ساتھ گزاری ہو۔ یہ عرصہ بھی کوئی سال دو سال نہیں بلکہ اچھا خاصہ عرصہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے پچیس سال کی عمر سے پچاس سال کی عمر تک

ایک ہی بیوی پر قانع رہے جو کہ عمر میں ان سے پندرہ سال بڑی تھی۔ اور پھر کمال یہ کہ پہلی بیوی کی وفات کے بعد بھی ایک سن رسیدہ بیوہ خاتون سے نکاح کرے، اور اس سن رسیدہ بیوہ خاتون کے ساتھ بھی چار سال گزارے ہو۔ اگر حضور اکرم ﷺ نفس پرست ہوتے تو کیا نفس پرست انسان ایسا کر سکتا ہے؟ کیا نفس پرست انسان اپنی زندگی کے پہلے دو نکاح خود سے بڑی اور بیوہ خاتون سے کر سکتا ہے؟[15]

مولانا مودودیؒ مزید لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے صحابہ میں زبردست محبوبیت حاصل تھی۔ صحابہ رات دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں مامور رہتے، اس طرح کے معاشرے میں رسول اللہ ﷺ جس قدر خوبصورت باکرہ لڑکی کی خواہش کا اظہار فرماتے تو والدین اس کو فخر و عزت کا باعث سمجھ کر حضور اکرم ﷺ کے حضور پیش کرنے کو تیار ہو جاتے۔ لیکن باوجود اس کے حضور اکرم ﷺ نے اپنی تمام عمر ایک ہی باکرہ بیوی پر قناعت کی۔ اور اس کے بعد میں جتنی بھی شادیاں کی وہ یا تو بیوہ خاتون سے کی یا پھر شوہر دیدہ خاتون سے۔ آخر میں مولانا مودودیؒ اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ :

"اس نوعیت کے اعتراض کرنے والے اپنے ذہن میں ازدواجی زندگی کا صرف شہوانی تصور ہی رکھتے ہیں۔ ان کے ذہن کی پستی اس بلندی تک جا ہی نہیں سکتی کہ وہ اس عظیم تاریخ ساز انسان کے مقاصد ازدواج کو سمجھ سکیں جو کہ ایک اعلیٰ و ارفع کام کی مصلحتیں مدّ نظر رکھ کر کچھ خواتین کو اپنی شریکِ زندگی اور شریک کار بنائے۔"[16]

اب آتے ہیں اس اعتراض کے تیسرے پہلو کی طرف اور وہ یہ ہے کہ ایک معمر آدمی نے نو سال کی لڑکی سے شادی کر کے اسے اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ چھوڑ کر ظلم کیا ہے، جبکہ اس کے لیے نکاحِ ثانی کا بھی کوئی امکان نہیں ہے جس کی وجہ سے اسے اپنی باقی ماندہ تمام زندگی ایک بیوگی کی حالت میں گزارنے پڑی۔ مولانا مودودیؒ اس اعتراض کو ایک عام سطح کا اعتراض قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : "اس طرح کے سطحی اعتراض کرنے والے لوگ اپنی اس عام سطحی سوچ سے نکل کر بلند تر ہو کر کبھی یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ جس کارِ عظیم کا فائدہ خلقِ خدا کو وقتی ہونے کے بجائے ہمیشہ ہمیشہ کا ہے، اور وہ بھی نہ صرف کسی مخصوص خطے کے لیے ہو، بلکہ کرہ ارض کے کونے کونے میں پہنچنے والا ہو، اس کام میں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی جانیں اور ان کا مال کھپ جانا بھی مہنگا سودا نہیں ہے۔ کجا کہ صرف ایک خاتون کی جوانی کھپ جانے کو قربانی کے بجائے ظلم سے تعبیر کیا جائے۔ وہ ابھی اس انداز میں کہ انہیں ازدواجی زندگی کے لطف سے محروم ہونا پڑا ہو۔ اس قربانی سے اس کے علاوہ تو انکی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن فائدہ اس قدر ہوا کہ آج امت کو ان کے سبب علم دین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ میسر آسکا۔"[17]

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ: "حضرت عائشہؓ نے گھریلوں زندگی کی جملہ الجھنوں اور کارہائے زندگی سے فارغ ہو کر اپنی تمام زندگی کو نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی اسلام کے اخلاق و آداب، احکام و قوانین کی تعلیم دینے میں صرف کر کے اسلام کی عظیم خدمت سر انجام دی ہے۔ آج حدیث کے علم سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے جتنا علم دین مسلمانوں کو پہنچا، فقہ اسلامی سے شناسائی ہوئیں، اس کے مقابلے میں عہد نبوی ﷺ کی ناتو کوئی خاتون نے اس قدر عظیم علمی خدمات انجام دی اور نہ ہی سوائے چند مرد حضرات کہ کوئی مرد اتنی خدمت انجام دے سکا۔ اب یہاں اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کی صحبت حضرت عائشہؓ کو میسر نہ آتی، آپ ﷺ سے تعلیم و تربیت پانے کا موقع نہ مل پاتا تو علومِ اسلامی کے ایک بہت بڑے حصے سے امت محروم ہو جاتی۔"[18]

مولانا مودودیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "حضرت عائشہؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں، اور آپ صرف محدثہ ہی نہیں تھیں بلکہ فقیہہ، مفسرہ، مجتہدہ، اور مفتیہ بھی تھیں۔ جو صاحبان یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو کم سنی میں ہی رسول اللہ ﷺ کو سپرد کر کے ظلم کیا گیا ہے، وہ ذرا اس طرف بھی دیکھیں کہ یہ ہستی مسلمان عورتوں میں بالاتفاق سب سے زیادہ فقہی بصیرت کی حامل تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بعض مسائل میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے رجوع کرتے تھے۔ ان کا شمار مدینہ طیبہ کے ان چند مفتیان میں ہوتا تھا جن کے فتوے پر لوگ بلا تامل یقین کرتے تھے۔ اس بیش بہا اجتماعی فائدے کے مقابلے میں وہ تھوڑا سا ذاتی نقصان کیا حیثیت رکھتا ہے بھلا جو حضرت عائشہؓ کو جوانی کی عمر میں بیوہ ہو جانے کا پہنچا ہو۔"[19]

آب آتے ہیں اس اعتراض کے چوتھے اور سب سے اہم نکتہ پر۔ مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ: "جن حضرات کو حضرت عائشہؓ کے نو برس کی عمر میں زِفاف پر اعتراض ہے وہ نہیں جانتے کہ دین اسلام ایک فطری دین ہے۔ اور فطرت کا ہی تقاضا ہے کہ جب ایک لڑکی کا نشو و نما اتنا اچھا ہو کہ وہ اس اس عمر میں بالغ ہو چکی ہو تو اس کا شوہر کے پاس جا کر خلوت اختیار کرنا بالکل جائز اور معقول ہے۔ اب اگر نکاح کے لیے کوئی خاص عمر مقرر کی جاتی ہے تو یقیناً یہ ایک غیر فطری عمل ہو گا۔ اس عمر کی حد کے غیر فطری ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ صرف جائز و حلال طریقے سے ازدواجی تعلقات پر پابندی عائد کرتی ہے۔ خارج از نکاح تعلقات مرد و زن پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتی۔ مولانا مودودیؒ مزید لکھتے ہیں کہ یہ معاملہ یہی بس نہیں ہو جاتا کہ ایسے قوانین بنانے والوں کو عمرِ نکاح سے پہلے زنا کی ارتکاب پر کوئی اعتراض نہیں ہے، بلکہ ان کے یہاں تو نو دس سال کی لڑکیاں اور لڑکے آزادانہ جنسی عمل کرتے ہیں۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ مغربی معاشرے میں

زنااس قدر عام ہے کہ وہاں اکثر لوگ تواولاد بھی جن دیتے ہیں بغیر کسی شادی کے۔ ریپ کے حوالے سے سب سے زیادہ واقعات بھی مغربی معاشرے میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور جب کے اس چھوٹ کی وجہ سے اگر کوئی لڑکی کنواری ماں بن جائے توان کی ساری ہمدردیاں اسی کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اس وقت نہ کوئی اعتراض اس لڑکی پر ہوتا ہے جو کنواری ماں بنی اور نہ ہی اس لڑکے کو معاشرہ لعن طعن کرتا ہے جو اس کا سبب بنا۔"[20]

مولانامودودیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ایسی گھٹیاں اخلاقی اقدار رکھنے والے آخر کس منہ سے اسلام کے اس قانونِ نکاح پر اعتراض قائم کرتے ہیں کہ جسمانی طور پر جو لڑکے اور لڑکیاں بالغ ہوں ان کا نکاح جائز ہے اور اس کے لیے کسی خاص عمر کی شرط نہیں ہے۔ ایسے حضرات کا اعتراض حلال راستے میں رکاوٹ جبکہ حرام راستے کی طرف رغبت کا سبب بنتا ہے۔"[21]

بحث و تجزیہ:

مولانامودودیؒ نے نکاحِ عائشہ پر وارد ہونے والے اعتراضات کے تمام پہلوؤں کا ایک جامع علمی انداز میں جواب پیش کیا ہے۔ دراصل معاندین اسلام نے فقط اسلام کی ہی جانب اپنے اعتراضات کارخ کیے ہوا ہے جیسا کہ مولانا صاحب بھی فرما چکے ہیں۔ کم سنی میں نکاح کرنا کوئی اسلام کا متعارف کردہ عمل نہیں ہے۔ قبل اسلام اور بعد اسلام ایسی بہت سی مثالیں مشاہدے کے لیے موجود ہیں۔ اور یہاں یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ ہر تہذیب میں بلوغت کی عمر مختلف ہوتی ہے۔ کسی مقام و علاقہ کی آب وہوا، ان کی جغرافیائی حالات، ثقافتی پہلو، کسی علاقے کی خاص خوراک اور بہت سے عوامل اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

"ایک تحقیق کے مطابق یہ بات مشہور ہے کہ جغرافیائی، نسلی اور جینیاتی عوامل معاشرتی و معاشی حیثیت، صحت، خوراک اور جذبات کے ساتھ تعامل کرتے ہیں جس کے نتیجے میں کسی بھی فرد کے لئے بلوغت کے آغاز کی صحیح عمر کا تعین کیا جاسکتا ہے۔"[22]

اسی طرح ساتویں صدی عیسوی میں عرب معاشرے میں لڑکیوں کے نو سال کی عمر میں بالغ ہونے کو قبل از وقت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس کی معلومات حضرت عائشہؓ نے بذات خود فراہم کی ہے۔ چنانچہ حرب بن اسماعیل الکرمانی فرماتے ہیں:

"حدثنا إسحاق، قال: أنبا زكريا بن عدي، عن أبي المليح، عن حبيب بن أبي مرزوق، عن عائشة – رضي الله عنها–، قالت: إذا بلغت الجارية تسعا فهي امرأة۔"[23]

"اسحاق نے ہم سے بیان کیا، زکریہ بن عدی نے ابو ملیح سے حبیب بن ابی مرزوق نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا: "اگر لڑکی کی عمر نو سال ہو تو وہ مکمل جوان ہے۔"

غور طلب بات یہاں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ کا چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا، لیکن رخصتی کے لیے مزید تین سال کا وقفہ لیا گیا اس کا مطلب یہی ہے کہ بوقت نو سال حضرت عائشہؓ کی جسمانی طور پر اس قدر نشو نما ہو چکی تھی کہ آپ کی رخصتی کردی جائے۔ اس بات کا بھی ثبوت موجود ہے کہ حضرت عائشہؓ کی والدہ نے ان کی جسمانی نشو و نما میں خصوصی دلچسپی لی تھی جو بظاہر ان کو ازدواجی زندگی کے لئے تیار کرنے کے لئے تھی۔ خود حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں:

"أرادت أمي أن تسمنني لدخولي على رسول الله صلى الله عليه وسلم: فلم أقبل عليها بشيء مما تريد حتى أطعمتني القثاء بالرطب، فسمنت عليه كأحسن السمن۔"[24]

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میری ماں میرے موٹا ہونے کا علاج کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر سکیں، لیکن کوئی تدبیر بن نہیں پڑی، یہاں تک کہ میں نے ککڑی کھجور کے ساتھ ملا کر کھائی، تو میں اچھی طرح موٹی ہو گئی۔"

اس حدیث کے مختلف طرق کے مطابق نہ صرف ان کی والدہ بلکہ ان کے علاوہ افراد بھی ان کی نشو و نما پر مطمئن تھے۔[25] اس امر کا بھی واضح ثبوت موجود ہے کہ حضرت عائشہؓ کی والدہ نے انہیں ازدواجی زندگی کے لیے تیار کرنے میں فعال کردار ادا کیا۔ اس حوالے سے ایک منطقی نقطہ نظر یہ ہے کہ ایک ماں کے یقین اور اعتماد کی جگہ کسی بھی قسم کے شبہات یا قیاسات نہیں لے سکتے، خاص طور پر جب معاملہ کسی لڑکی کی ذاتی

اور پوشیدہ امور کا ہو۔ حضرت عائشہؓ کی شادی اپنے دور کے رواج اور معمولات کے عین مطابق تھی، جو نہ تو کسی قانونی اصول کے منافی تھی اور نہ ہی عقلی دلائل کے خلاف۔ ان کی زندگی اور کردار اس سے کہیں بلند و بالا تھے کہ ان کی عمر یا شادی کی مناسبت پر بحث و تمحیص کی جائے۔

سب سے بڑھ کر، حضرت عائشہؓ نے یہ ظاہر کیا کہ اسلام نے اپنے آخری اور کامل نمونہ زندگی، یعنی حضرت محمد ﷺ، کے ذریعہ عورت کی زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی کی بنیاد رکھی۔ نہ صرف بطور شریکِ حیات بلکہ اسلام نے عورت کو عالمی تہذیب کی تشکیل میں بنیادی ستون بنانے کی صلاحیت عطا کی، جو صدیوں سے مختلف چیلنجز، سیاسی و سماجی مخالفتوں کے باوجود مضبوط اور استوار رہی ہے۔ اسلامی قانون کے فروغ اور اسلامی طرزِ زندگی کی کامیابیوں میں حضرت عائشہؓ کی شخصیت کی اہمیت اس قدر نمایاں ہے کہ اس شادی کو الہامی وحی کے ذریعے وقوع پذیر ہونا فرضی تصور کرنا مشکل ہے۔

بحث و تجزیہ

مولانا مودودیؒ نے مغربی مفکرین کے اعتراضات کا جواب احسن انداز میں دے دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مغربی مفکرین نیک نیتی سے اسلامی شعائر کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ بہت سے معاملات میں مستشرقین انصاف کا ترازو اپنی تحقیق میں استعمال نہیں کرتے۔ خصوصاً اسلام کے حوالے سے تو بدرجہ اولیٰ ان کا یہ عمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت زینب اور آپ ﷺ کے نکاح کو مغربی مفکرین نے ایک افسانہ محبت قرار دے دیا۔ جبکہ انہیں بہت اچھے سے معلوم ہے کہ تاریخ اور افسانہ میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے رسولِ اسلام ﷺ کی تاریخ کو افسانوی رنگ میں لکھنے کی کوشش جان بوجھ کر کی ہے۔ اگر مغربی مفکرین حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کو خالصتاً تاریخ نویسی کے اصولوں کے مطابق پرکھیں تو انہیں ایسی کوئی چیز نہیں مل سکتی جس کے ذریعے وہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ عظیم کے خلاف کوئی پروپیگنڈا کر سکے۔ حضور ﷺ چونکہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور مغربی مفکرین عرصہ دراز سے اسی بنیاد کو کمزور کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے خالقِ کائنات کے نمائندہ کے طور پر اپنی زندگی گزاری ہے۔ مغربی مفکرین اس بنیاد کو کمزور کرنے کی لاکھ کوشش کرلیں جب تک اس امت میں مولانا مودودیؒ جیسے محقق پیدا ہوتے رہیں گیں یہ بنیاد پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتی رہے گی۔
نہ صرف اسلامی محقق بلکہ اگر مغربی مفکرین بھی عین انصاف کے اصولوں کو اپناتے ہوئے تحقیق کریں تو وہ بھی اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات ان تمام باتوں سے بہت بلند و ارفع ہے جو وہ کہتے ہیں۔
جیسے کہ منٹگری واٹ حضور اکرم ﷺ کی ذات کے حوالے سے ایک ناقد کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن اپنے اتنے نقد کے باوجود اس یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑی کے حضور اکرم ﷺ جیسی ذات عظیم ان اعتراضات سے بالاتر ہے۔

منٹگری واٹ لکھتا ہے:

"Despite the stories, it is improbable that Zaynab's physical beauty caused him to fall in love. Although her age when she married Muhammad was 35, or maybe even 38, it is believed that the other wives dreaded her beauty. This is quite advanced for an Arab lady."

"ہر قسم کی کہانیوں کے باوجود، یہ ناممکن ہے کہ زینب کی جسمانی خوبصورتی کی وجہ سے محمد (ﷺ) محبت میں گرفتار ہوا ہو۔ اگرچہ محمد (ﷺ) سے شادی کے وقت اس کی عمر 35، یا شاید 38 سال تھی، لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوسری بیویاں اس کی خوبصورتی سے خوفزدہ تھیں۔ یہ ایک عرب خاتون کے لیے یہ بڑی عمر شمار ہوتی ہے۔"

منٹگری واٹ ایک اور جگہ اس افسانے کے متعلق رقم طراز ہے:

"It seems improbable that a man of fifty-six could have been overcome by a passionate desire for a lady who was at least thirty-five years old."

"یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ محمد (ﷺ) کی طرح کا ایک چھپن سالہ شخص ایک ایسی عورت کے متعلق جذبات پر قابو نہ پا سکا ہو جس کی عمر پینتس سال یا پھر اس سے بھی زیادہ ہو۔"

لہٰذا مذکورہ تمام حقائق سے یہ بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ہر نکاح میں کوئی نہ کوئی حکمت عملی موجود تھی۔ ناقدین کا یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کا جنسی تسکین کے خاطر یا پھر کسی سیاسی و مالی قوت کے لالچ کی غرض سے نکاح کرنا بالکل بے بنیاد اور حقیقت کے برخلاف بات ہے۔

نتائج تحقیق

- رسول اللہ ﷺ کی ذات عظیم ہر لحاظ سے قابل اتباع ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوں ہی راہ رشد وہدایت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات وحیات کا ہر گوشہ منور ہے مگر مخالفین اسلام نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر اعتراضات وارد کر کے اسلام کی بنیاد کو ہلانے کی کوشش کی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی پر اعتراضات کچھ خاص مقاصد کے حصول کے خاطر کیے گیے ہیں اور وہ مقاصد یہ ہیں کہ مسیحیت کا سیاسی ومذہبی غلبہ ہو، سیرت نبویہ ﷺ سے متعلق فکری تصادم پھیلانا، اسلام کو پھیلنے سے روکنا اور اہل اسلام کو تشکیک میں مبتلا کرنا ہے۔
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر مستشرقین کی جانب حضور اکرم ﷺ کو نفس پرست انسان قرار دیا گیا۔ (معاذاللہ)
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اعتراض کے جواب میں مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ عرب معاشرے میں نو سال کی عمر میں لڑکیاں کمال بلوغت کو پہنچ جاتی تھیں اور اس عمر میں خواتین سے نکاح معمول کی بات تھی۔
- مولانا مودودیؒ نے اعتراضات کے جوابات میں غیر جانبدارانہ طرز عمل اپناتے ہوئے ایک جامع انداز میں ان اعتراضات کا جواب پیش کیا ہے۔
- مولانا مودودیؒ نے سادہ فہم انداز میں رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی پر اعتراضات کا محاسبہ کیا ہے۔ جو کہ علوم اسلامیہ سے ناواقف طبقہ کے لیے بھی ایک معاون ذخیرہ ہے۔

مصادر و مراجع

- ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید۔ **سنن ابن ماجہ**۔ ریاض: مکتبہ دار السلام، ۲۰۰۷
- الکرمانی، حرب بن اسماعیل۔ **مسائل "الطہارۃ والصلوۃ"**۔ بیروت: الریان پبلیشرز، ۲۰۱۳
- الشیبانی، ابو بکر بن ابی عاصم۔ **الاحاد والمثانی**۔ ریاض: دار الرایۃ، ۱۳۱۱ھ
- بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ دمشق: دار ابن کثیر، ۱۹۹۳
- ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن سورہ۔ السنن۔ مصر: شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصفطی البانی الحلبیی، ۱۳۹۰ھ
- مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ **سیرت سرور عالم ﷺ**۔ لاہور: ادارۃ ترجمان القرآن، ۲۰۱۳ء
- نیساپوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم۔ المستدرک علی الصحیحین۔ ترجمہ: محمد شفیق الرحمٰن رضوی۔ لاہور: شبیر برادرز، ۲۰۱۳ء

- Abbott, Professor Nabia. **Aishah: The Beloved of Mohammed.** United Kingdom: Arno Press, 1973
- Margoliouth, David Samuel. **Mohammed and the Rise of Islam.** United Kingdom: Putnam, 1905
- Nancy J. Hopwood. **The Onset of Human Puberty: Biological and Environment Factors.** New York: Oxford University Press, 1990
- Rev. Canon Sell. **The Life of Muhammad.** The Christian Literature Society London. Madras and Colombo, 1913
- William Muir, Sir. **Muhammad and Islam: A sketch of the prophet's life from original sources and a brief outline of his religion.** United Kingdom: The religious tract society, 1884

حوالہ جات

[1] نیساپوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم، **المستدرک علی الصحیحین**، ترجمہ: محمد شفیق الرحمٰن رضوی (لاہور: شبیر برادرز، ۲۰۱۳)، ۵/۵۲۶

[2] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **سیرت سرور عالم ﷺ**، (لاہور: ادارۃ ترجمان القرآن، ۲۰۱۵)، ۲/۶۲۷

[3] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۲۷، ۶۲۸

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب کتاب النکاح، بَابُ انکاح الرجل ولده **الصغار** (دمشق: دار ابن کثیر، ۱۹۹۳)، ۵/۱۹۷۳

[5] بخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب فضائل الصحابہ، بَابُ تزویج النبیﷺ عائشہ، وقدومها المدینہ، وبناءہ بها، ۳/۱۴۱۴

[6] Rev. Canon Sell, **The Life of Muhammad** (The Christian Literature Society London. Madras and Colombo, 1913), P:515

[7] ڈیوڈ سیموئل مارگولیوتھ (17 اکتوبر 1858-22 مارچ 1940) ایک انگریز مستشرق تھا۔ "وہ چرچ آف انگلینڈ میں ایک پادری کے طور پر مختصر طور پر سرگرم رہا۔ وہ 1889 سے 1937 تک آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر رہا۔"

[8] Margoliouth, David Samuel, **Mohammed and the Rise of Islam** (United Kingdom: Putnam, 1905),176

[9] نابیہ ایبٹ (31 جنوری 1897-15 اکتوبر 1981) اسلام کی ایک امریکی اسکالر، پیپر ولوجسٹ، اور ماہر آثار قدیمہ تھیں۔ وہ شکاگو یونیورسٹی کے اورینٹل انسٹی ٹیوٹ میں پہلی خاتون پروفیسر تھیں۔

[10] Abbott, Professor Nabia, **Aishah: The Beloved of Mohammed** (United Kingdom: Arno Press, 1973) 6,7

[11] William Muir, Sir, **Muhammad and Islam: A sketch of the prophet's life from original sources and a brief outline of his religion**, P:81

[12] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۰

[13] بخاری، **الجامع الصحیح البخاری**، کتاب فضائل الصحابہ ، بَابُ بَابُ تَزْوِيجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُومُهَا الْمَدِينَةَ وَبِنَاؤُهُ بِهَا، ۳/۱۴۱۵

[14] ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن سورہ، سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فَضْلِ عَائِشَةَ رضى الله عنها (مصر: شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصفطی البانی الحلبیی، ۱۳۹۰ھ)، ۵/۷۰۴

[15] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۱، ۶۳۲

[16] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۱

[17] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۲

[18] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۲

[19] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۳

[20] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۳

[21] مودودی، **سیرت سرور عالم ﷺ**، ۲/۶۳۲

[22] Nancy J. Hopwood, **The Onset of Human Puberty: Biological and Environment Factors** (New York: Oxford University Press, 1990)، 40

[23] الکرمانی، حرب بن اسماعیل، **مسائل "الطھارۃ والصلوۃ"** (بیروت: الریان پبلیشرز، ۲۰۱۳)۵۸۷

[24] ابن ماجہ، ابوعبداللہ، محمد بن یزید، **السنن**، کتاب الأطعمة، بَابُ الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ يُجْمَعَانِ (ریاض: مکتبہ دارالسّلام، ۲۰۰۷)، حدیث: ۳۳۲۴

[25] الشیبانی، ابو بکر بن ابی عاصم، **الاحاد والمثانی** (ریاض: دارالرایۃ، ۱۳۱۱ھ)۵/۳۹۷